سلسلة قصص الانبیاء

16

جادُوگروں سے مُقابلہ

اشتیاق احمد

جادوگروں سے مقابلہ

قصہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام 2

اشتیاق احمد

دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

''ہاں بچّو! کل ہم نے کہانی کو کہاں چھوڑا تھا بھلا؟'' والدہ نے کہانی شروع کرنے سے پہلے سلیم اور فاروق سے پوچھا۔

''امیّ جان! آپ نے بتایا تھا کہ دونوں لڑکیاں جلدی گھر پہنچ گئیں۔''

''بالکل ٹھیک۔ گھر پہنچ کر انھوں نے اپنے والد کو سارا ماجرہ سنایا۔ تب ان کے والد نے ان میں سے ایک سے کہا:

'تم جاؤ اور اس اجنبی کو گھر لے آؤ۔'

لڑکی اسی جگہ پہنچی۔ وہ بہت شرم وحیا والی تھی۔ اس کے چلنے کے انداز سے بھی حیا ٹپک رہی تھی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک آ کر اس نے کہا:

'میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تاکہ وہ آپ کو اس کی مزدوری دیں جو آپ نے ہماری خاطر بکریوں کو پانی پلایا ہے۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس غرض سے تو پانی پلایا نہیں تھا کہ اس کا معاوضہ لیں گے۔ یہ کام تو انھوں نے اللہ کی رضا کے لیے کیا تھا۔ اس کے باوجود آپ لڑکی کے والد کی دعوت قبول کرتے ہوئے اس کے ساتھ چل پڑے۔

گھر پہنچ کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا سارا واقعہ ان کے والد کو سنا دیا۔ بزرگ نے پوری توجہ سے مکمل واقعہ سنا، پھر بولے:

'ڈرنے کی ضرورت نہیں! تم نے اس ظالم قوم سے نجات پالی ہے۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام ان لڑکیوں کے باپ سے گفتگو کر رہے تھے کہ ان میں سے ایک لڑکی اپنے والد سے بولی:

'ابا جان! آپ انھیں مزدوری پر رکھ لیجیے۔ یہ اس میں بہترین ثابت ہوں گے کیونکہ یہ قوی اور مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ امانت دار بھی ہیں۔ جو خوبیاں ایک مزدور میں ہونی چاہئیں وہ ان کے اندر موجود ہیں۔'

قالت احدھما یابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین

سیدنا
موسیٰ
علیہ السلام

لڑکیوں نے آپ کی طاقت اس وقت دیکھی تھی جب آپ نے کنویں پر سے پتھر اُٹھا کر ان کی بکریوں کو پانی پلایا تھا۔ دونوں نے آپ کی قوت و طاقت کے علاوہ آپ کے حسنِ سلوک کو بھی محسوس کرلیا تھا۔ بات چیت اور گھر تک ساتھ سفر کرتے وقت آپ کے ادب اور احترام کا اندازہ بھی انھیں بخوبی ہوگیا تھا۔

لڑکیوں کے والد کو یہ خیال پسند آیا۔ انھوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

'میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تم سے اس شرط پر کردوں کہ تم آٹھ سال میری نوکری کرو۔ اگر تم دس سال پورے کرو تو تمہاری مہربانی ہوگی، اور میں تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا ان شاء اللہ یقیناً تم مجھے نیک لوگوں میں سے پاؤ گے۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بات خوشی سے قبول کرلی اور فرمایا:

'یہ میرے اور آپ کے درمیان معاہدہ ہے۔ ان میں سے جو مدت بھی میں پوری کرلوں، مجھ پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ اور ہمارے اس معاہدے پر اللہ نگران ہے۔'

آپ ان کے پاس انتہائی اخلاص اور ایمان داری سے کام کرتے رہے، یہاں تک کہ دس سال کی مدت پوری ہوگئی۔ اب آپ اپنے ملک واپس جانا چاہتے تھے۔ اپنے گھر والوں سے ملنے کا شوق آپ میں بہت بڑھ چکا تھا۔ اس کے علاوہ آپ اپنی قوم کے حالات بھی جاننا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپ نے مصر واپس جانے کا پکا ارادہ کرلیا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے لڑکی کے والد سے جواب ان کے سسر بھی تھے، اجازت طلب

کی۔ انھوں نے بھی وعدے کے مطابق اجازت دے دی۔ اب سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ پر بھروسا کر کے مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔

دورانِ سفر آپ راہ بھول کر معروف راستے سے ہٹ گئے اور سفر کرتے کرتے ایک ویران اور طویل صحرا میں آ پہنچے۔ وہاں نہ پانی تھا نہ درخت۔ رات ہوئی تو سردی شدید ہو گئی۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے گھر والے پریشان ہو گئے۔ انھوں نے آگے چلنے کی بجائے رات وہیں بسر کرنے کا فیصلہ کیا۔ سردی شدید سے شدید تر ہوتی گئی، سب سردی سے ٹھٹھرنے لگے۔ اچانک آپ کو پہاڑ کے دامن میں آگ کی روشنی نظر آئی۔ آپ اپنے گھر والوں سے کہنے لگے:

'تم یہیں ٹھہرو، میں آگ لے آؤں، تاپنے کا بھی انتظام ہو جائے گا اور اگر وہاں کوئی مل گیا تو راستے کے متعلق آگاہی بھی ہو جائے گی۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام آگ کی طرف چل پڑے۔ یہاں تک کہ آپ وادیٔ طویٰ میں جا پہنچے لیکن انھیں جو آگ نظر آئی تھی، وہ آگ تو تھی نہیں، وہ تو نور تھا اور نور بھی عجیب۔ آپ نے اس سے پہلے کبھی ایسا نور نہیں دیکھا تھا۔ آپ ابھی حیرت زدہ ہی تھے کہ ایک آواز سنائی دی:

'مبارک ہے وہ جو اس آگ (نور) میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے اور اللہ رب العالمین پاک ہے۔'

یہ الفاظ سن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی حیرت میں اور اضافہ ہو گیا۔ آپ بہت زیادہ بے چین اور پریشان ہو گئے، سوچنے لگے یہ کیا معاملہ ہے۔ ابھی آپ اسی کیفیت سے دو چار تھے کہ

آپ نے دوبارہ وہی آواز سنی:

’اے موسیٰ! میں تیرا رب ہوں، لہٰذا تو اپنے جوتے اُتار دے۔ بلاشبہ تو مقدس وادیٔ طویٰ میں ہے۔‘

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مبارک خطہء ارضی کی تعظیم وتکریم بجا لانے کے لیے جوتیاں اُتارنے کا حکم دیا۔ پھر آپ کو یوں مخاطب فرمایا:

’بے شک میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں، تم میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔‘

مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں ہی تمام جہانوں کا پروردگار ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میرے علاوہ کسی اور کی بندگی، کسی اور کے لیے نماز کی ادائیگی درست نہیں۔

اب سیدنا موسیٰ علیہ السلام جان گئے کہ اللہ تعالیٰ ہی براہِ راست کسی واسطے کے بغیر ان سے مخاطب ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'یقیناً قیامت آنے والی ہے جس کا وقت میں پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو وہ بدلہ دیا جائے جو اس نے کوشش کی ہو۔'

مطلب یہ کہ کوئی بھی نیکی یا بدی کی کوشش کی ہو، اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ اتنی بات فرما کر آپ کو قیامت کے لیے کوشش کرنے کی رغبت دلائی گئی۔ ہر اس شخص سے دور رہنے کی تلقین فرمائی جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ جو اپنے مالک کی نافرمانی کرتا ہو اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہو۔

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ انھیں برہان اور دلیل دی جائے تاکہ اہلِ مصر اگر انھیں جھٹلائیں تو وہ انھیں دکھا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'اے موسیٰ! یہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام بولے:

'یہ میری لاٹھی ہے، میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں، اور اس سے میں اور بھی کئی کام لے لیتا ہوں۔'

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’اے موسیٰ! اسے پھینک دے۔‘

آپ نے اللہ کا حکم مانتے ہوئے لاٹھی زمین پر پھینک دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ لاٹھی ایک بہت بڑا اژدھا بن گیا جو نہایت تیزی سے حرکت کرنے لگا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام
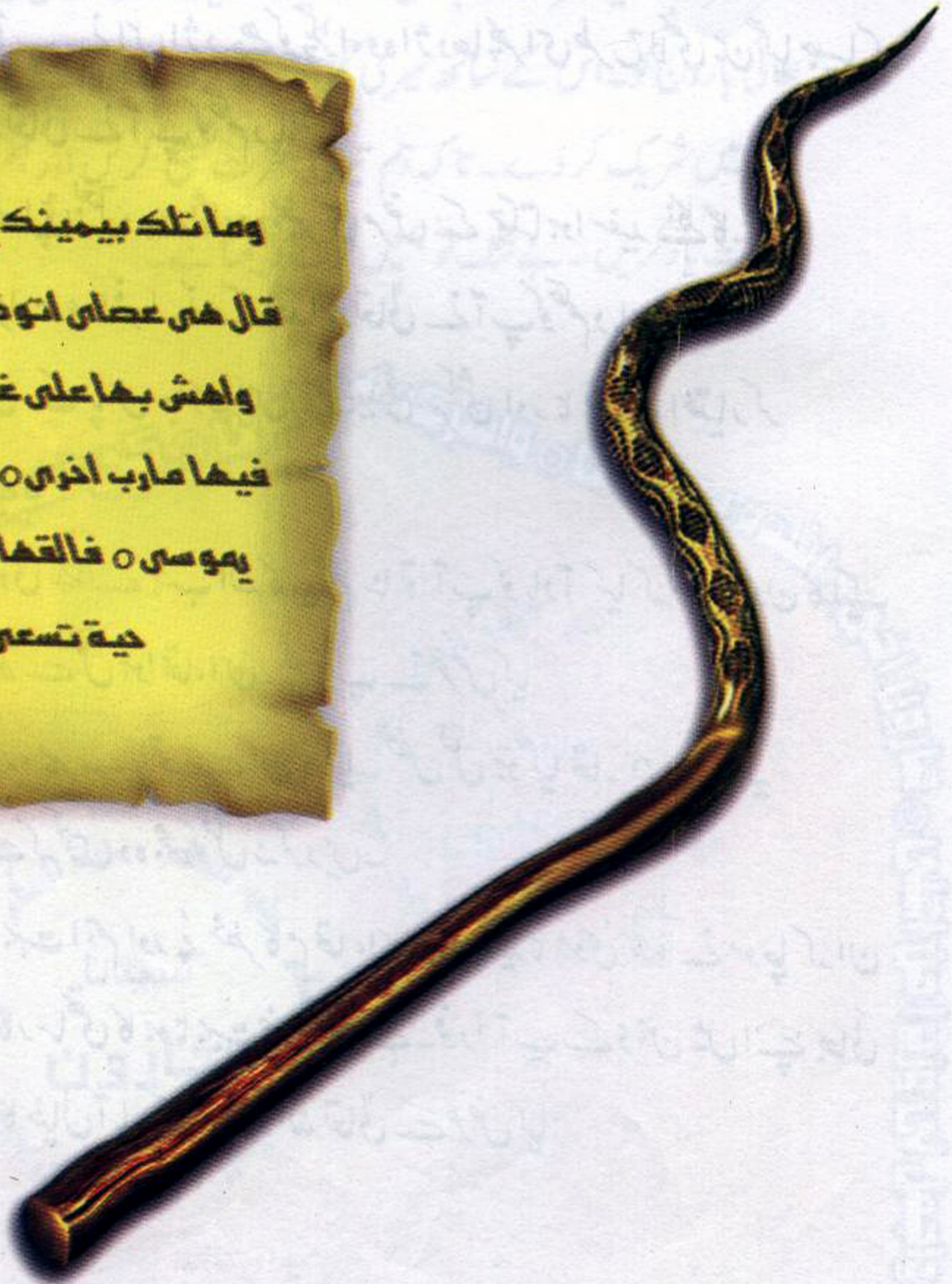
نے یہ خوف ناک منظر دیکھا تو اس سے ڈر کر بھاگے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو پھر آواز دی:

’اے موسیٰ! ڈرنے کی ضرورت نہیں، آگے بڑھو۔‘

جب موسیٰ علیہ السلام واپس پلٹے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’اسے پکڑلو ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم اسے اس کی اصلی حالت میں لے آئیں گے۔‘

جونہی آپ نے اس اژدھے کو پکڑا، وہ اژدھا پھر اسی طرح لاٹھی بن گیا جیسا کہ پہلے تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا:

’اپنا ہاتھ اپنی بغل سے لگا، وہ بغیر کسی مرض کے چمکتا ہوا سفید نکلے گا۔‘

یہ دو معجزات عطا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا:

’فرعون کے پاس جاؤ۔ اس نے بڑی سرکشی اور نافرمانی اختیار کر رکھی ہے۔‘

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ کا یہ حکم سنا تو آپ کو یاد آ گیا کہ قومِ فرعون کا ایک آدمی ان کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا، اس لیے آپ نے عرض کیا:

’پروردگار، میرے ہاتھ سے ان کا ایک شخص قتل ہو گیا تھا۔ اس لیے یہ خوف ہے کہ کہیں وہ مجھ کو قتل نہ کردیں۔‘

چونکہ یہ بہت اہم اور پُر خطر کام تھا، اس لیے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ ان کے ساتھ کسی مددگار ساتھی کا ہونا بہت ضروری ہے۔ فوراً آپ کے ذہن میں اپنے بھائی سیدنا ہارون علیہ السلام کا خیال آیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا:

’میری بنسبت میرا بھائی ہارون زیادہ فصیح بیان ہے، اس لیے اس کو بھی اپنی اس نعمتِ نبوت سے نواز کر میرا شریکِ کار بنا دے۔‘

یہ انھوں نے اس لیے عرض کیا کہ سیدنا ہارون علیہ السلام کے بیان کرنے کا انداز بہت اچھا تھا۔ آپ کی یہ درخواست اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اس طرح ذکر کی ہے:

’اور میرے لیے میرے کنبے میں سے ایک وزیر بنا دے۔ یعنی میرے بھائی ہارون کو۔ اس کے ساتھ میری کمر مضبوط کر دے اور اسے میرے کام میں شریک کر دے۔ تاکہ ہم تیری بکثرت تسبیح کریں اور ہم تجھے بکثرت یاد کریں۔ بے شک تُو ہمیں خوب دیکھتا ہے۔‘

واجعل لي وزيرا من اهلي ○ هارون اخي ○ اشدد به ازري ○ واشركه في امري ○ كي نسبحك كثيرا ○ ونذكرك كثيرا ○ انك كنت بنا بصيرا ○

سیّدنا موسیٰ علیه السلام

سیّدنا هارون علیه السلام
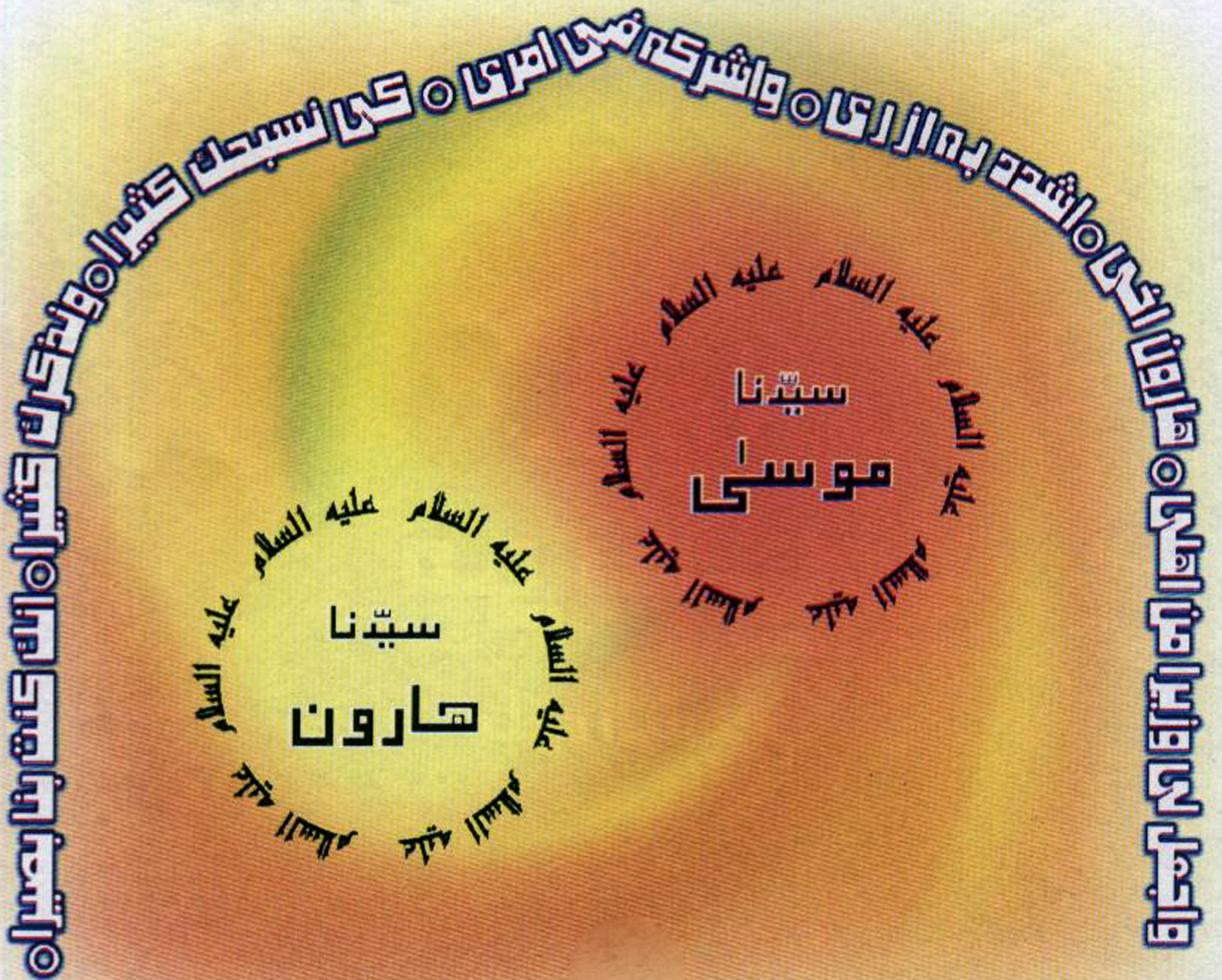
سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے ایک تیسری گزارش یہ بھی کی تھی کہ ان کی زبان کی گرہ کھل جائے۔ کہا جاتا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے شاہی محل میں زیرِ پرورش تھے تو کھجور یا موتی کی بجائے آگ کا انگارہ منہ میں ڈال لیا تھا۔ جس سے ان کی زبان جل گئی تھی اور اس میں کچھ لکنت پیدا ہوگئی تھی۔ کسی کو دعوت دینے کے لیے اور احسن انداز میں قائل کرنے کے لیے زبان کا صاف ہونا بہت ضروری ہے۔ اس لیے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

'پروردگار، میرا سینہ کھول دے۔ میرے کام کو آسان کر دے تاکہ میں رسالت کا حق ادا کرسکوں۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔'

سننے والے ہیں۔ چنانچہ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو: بلاشبہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں۔ یہ کہ بنی اسرائیل کو (آزاد کر کے) ہمارے ساتھ بھیج دے۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی سیدنا ہارون علیہ السلام کو ساتھ لے کر فرعون کے دربار میں پہنچے۔ اسے اللہ کی طرف دعوت دی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کا پیغام سن کر قبول کرنے کی بجائے تکبر کی راہ اختیار کی۔ سرکشی کا مظاہرہ کیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھا اور بولا:

'کیا ہم نے اپنے پاس بچپن میں تیری پرورش نہیں کی اور تو ہمارے درمیان اپنی عمر کے کئی برس نہیں رہا۔'

پھر اس نے کہا:

'تم دونوں جو کہہ رہے ہو کہ رب العالمین کے رسول ہو تو وہ رب العالمین کون ہے؟'

جواب میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

'وہ آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کا رب ہے۔ اگر تم یقین کرنے والے ہو۔'

تمام مخلوقات، بادل، ہوائیں، بارش، نباتات اور جمادات، ان سب کو پیدا کرنے والا وہی ہے۔ اور وہی ہے جس نے ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا کو پیدا کیا تھا۔ ہم میں سے ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ کسی نے بھی اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا اور نہ لوگوں میں سے کوئی اپنے جیسے کسی دوسرے انسان یا جانوروں کو یا کسی چیز کو پیدا کرنے ہی کی

قال رب السموت والأرض وما بينهما إن كنتم موقنين
سیدنا
ھارون
علیہ السلام
سیدّنا
موسیٰ
علیہ السّلام
؟؟؟

استطاعت رکھتا ہے۔ صرف رب العالمین ہی ہے جو سب کا خالق ہے۔

میں بتا رہی تھی:

فرعون پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس کی عقل پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ وہ اپنی سرکشی پر اڑا رہا۔ اس نے اپنے اردگرد کے لوگوں سے کہا:

'بلاشبہ تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے، یقیناً دیوانہ ہے۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بات کو واضح کرنے کے لیے فرمایا:

'وہ مشرق و مغرب اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کا رب ہے اگر تم عقل رکھتے ہو۔'

فرعون، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینے میں ناکام رہا تو دھمکیاں دینے پر اُتر آیا اُس نے کہا:

'اگر تُو نے میرے سوا کوئی اور معبود پکڑا تو میں ضرور تجھے قیدیوں میں شامل کر دوں گا۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس کی اس دھمکی کا کوئی بھی اثر نہ لیا بلکہ باوقار انداز میں پُرسکون رہتے ہوئے فرمایا:

'اگرچہ میں تیرے پاس کوئی واضح چیز لاؤں، تب بھی؟'

اس پر فرعون نے کہا:

'اگر تو سچوں میں سے ہے تو وہ لے ہی آ۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر پھینک دیا۔ جونہی وہ فرش پر گرا، وہ بہت بڑا

اور خوف ناک اژدھا بن گیا۔ اب تو فرعون بہت ڈرا۔ پھر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اژدھے کو پکڑ کر اٹھایا تو وہ لاٹھی بن گیا۔ اس کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو بغل میں سے کھینچ کر نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے بہت ہی چمکتا ہوا ہوگیا۔ اب آپ نے اس کو دوبارہ بغل میں ڈال کر نکالا تو وہ پہلی حالت پر آ چکا تھا۔
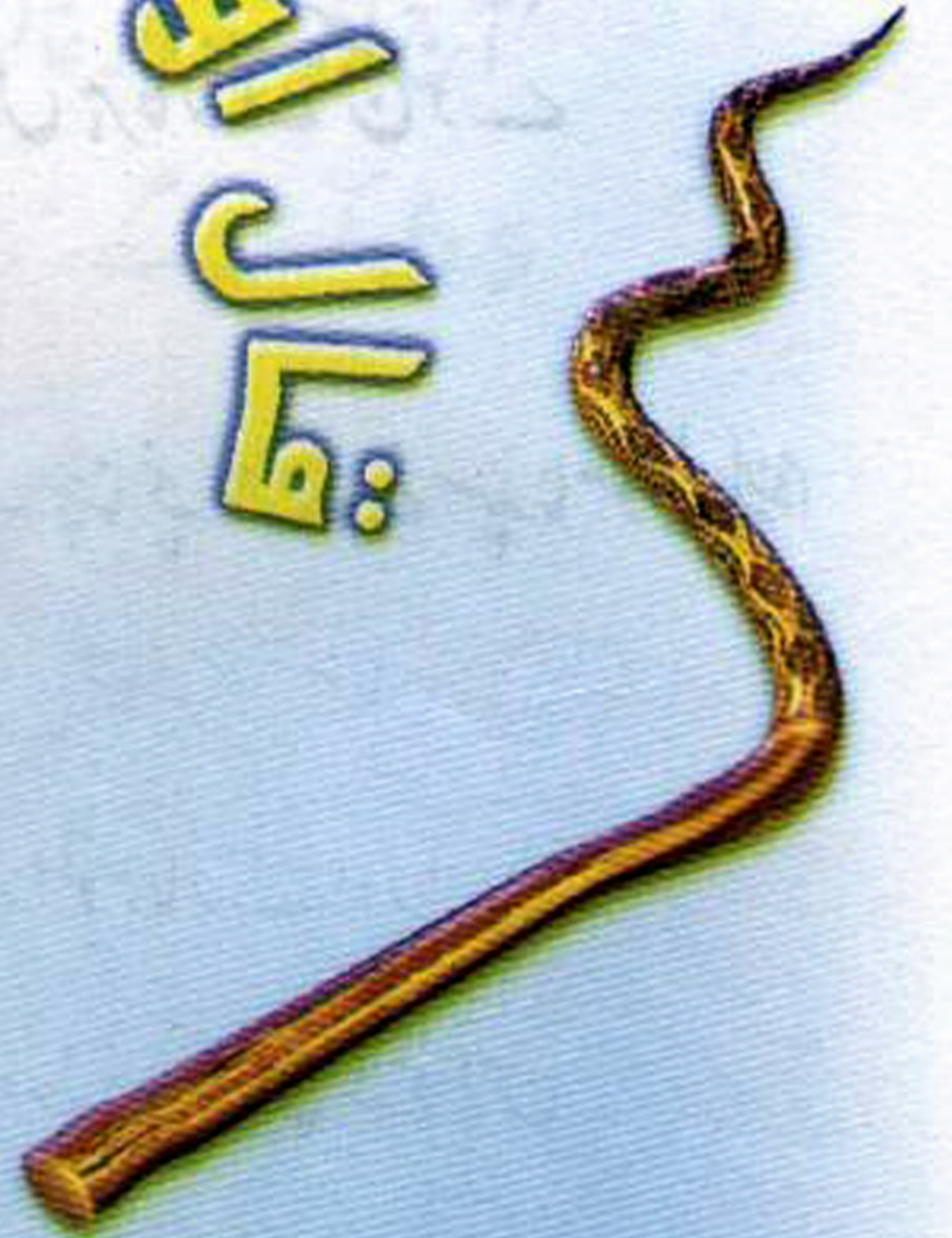
جادُوگروں سے مُقابلہ

یہ واضح ترین معجزات اور نشانیاں بھی فرعون کو راہِ راست پر نہ لاسکیں۔ اس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اس میں شک نہیں، تونے جو یہ کام کیا ہے، یہ صرف جادو کا کھیل ہے اور تو جادوگر سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔ فرعون کی ان باتوں کی تائید اس کے وزیروں نے بھی کی۔ وہ بولے:

واقعی یہ شخص تو کوئی ماہر جادوگر لگتا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ ہمیں ہماری سرزمین سے نکال باہر کرے اور خود اس کا حاکم بن بیٹھے لہٰذا ہمیں مل کر اس کا حل سوچنا چاہیے۔ پھر وہ فرعون کو مشورہ دیتے ہوئے بولے:

'اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دے اور شہروں میں ہرکارے بھیج دے تاکہ وہ ہر ماہر جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں۔'

فرعون نے اپنے درباریوں کی رائے سے اتفاق کیا۔ چنانچہ اس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

'ہم تیرے مقابلے میں ایسا ہی جادو لائیں گے۔ لہٰذا تُو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ مقرر کرلے۔ ہم اس کی خلاف ورزی کریں نہ تو اس کی خلاف ورزی کرنا، ایک کھلے میدان میں ہمارا مقابلہ ہوگا۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے۔ ظاہر ہے اس موقعے پر فرعون لوگوں کو جمع کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور لوگوں کی موجودگی میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کے عطا کردہ معجزات دکھانے کا خوب موقع مل سکتا تھا۔ اس پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

'تمہارا وعدہ زینت (جشن) کا دن ہے، اور یہ کہ لوگ دن چڑھے

اکٹھے کیے جائیں۔'

فرعون نے اپنے ہرکارے اور قاصد پورے ملک میں بھیج دیے تاکہ ملک کے کونے کونے سے جادوگروں کو لے آئیں۔ اس زمانے میں مصر جادوگروں سے بھرا پڑا تھا۔ وہ جادوگری کا فن خوب جانتے تھے۔ اس طرح پورے ملک سے ماہر ترین جادوگر جمع کر لیے گئے۔ سب لوگ بھی اس مقررہ دن جمع ہو گئے تاکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا مقابلہ دیکھ سکیں۔ فرعون اور اس کے سارے درباری بھی پہنچ گئے۔ فرعون نے پورے ملک میں منادی کرادی تھی۔ لوگ کیوں نہ پہنچتے، گھروں سے نکلتے وقت لوگ یہ کہتے ہوئے آئے:

'آج اگر جادوگر غالب آ گئے، مقابلہ جیت گئے تو ہم جادوگروں ہی کی پیروی کریں گے۔'
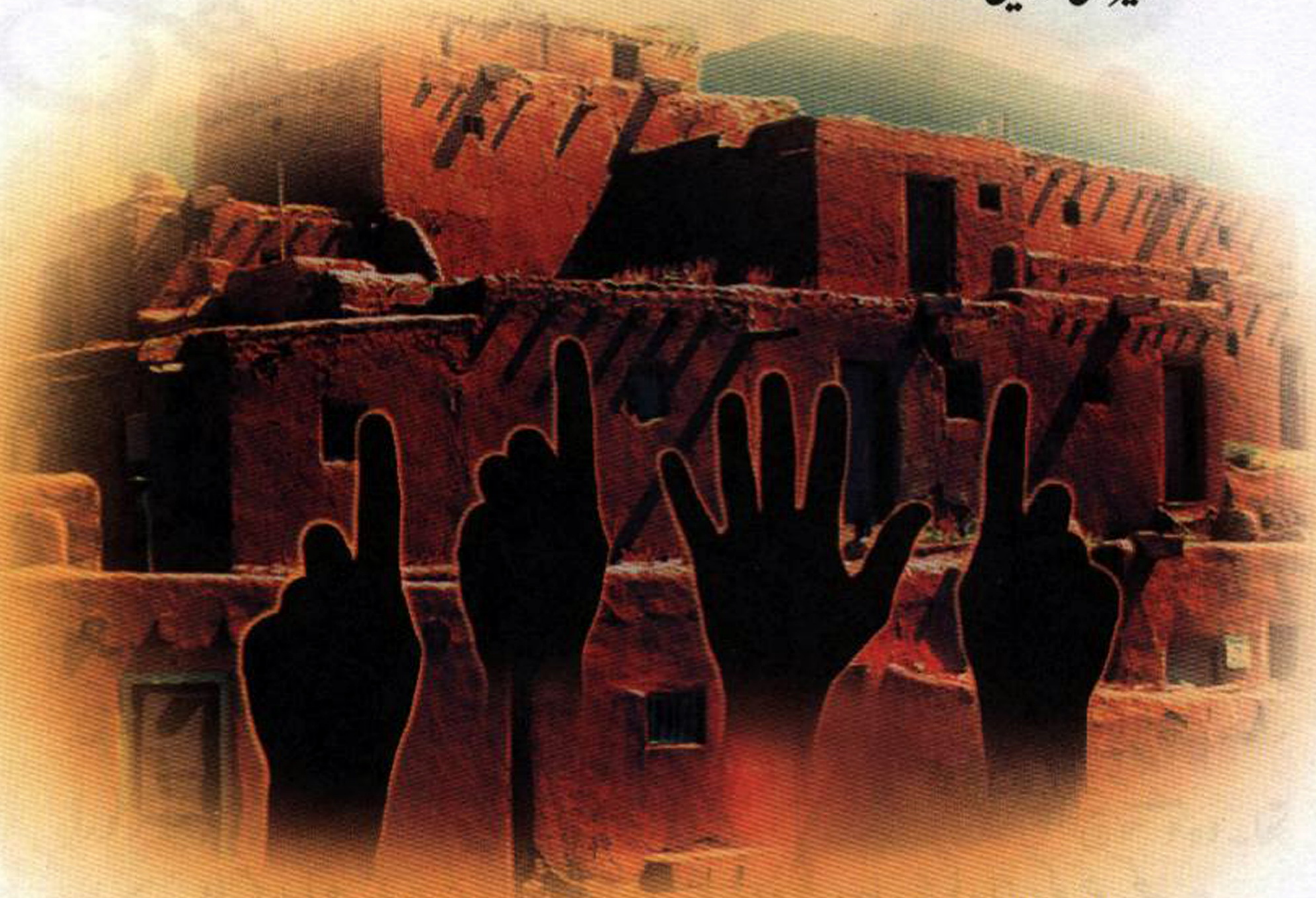
جادوگروں سے مُقابلہ

وہ ایک بہت بڑا میدان تھا۔ سب اس میں جمع تھے اور بُری طرح بے چین تھے۔ ہر کوئی اس عجیب ترین مقابلے کا انجام جاننے کے لیے بے قرار تھا۔

آخر سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی سیدنا ہارون علیہ السلام میدان میں پہنچ گئے۔ دوسری طرف سے فرعون کے جادوگر بھی آ گئے۔ انھوں نے سیدنا موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے سامنے صفیں سیدھی کرلیں۔ ہر طرف مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اب جادوگر مقابلے کی دعوت دیتے ہوئے بولے:

'اے موسیٰ، تُو پہلے ڈالے گا یا ہم پہلے ڈالیں۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا:

'بلکہ تمہی ڈالو۔'

جادوگروں نے اپنی اپنی رسیاں پکڑلیں اور بولے:

'فرعون کی عزت کی قسم! بلاشبہ ہم ہی غالب ہیں۔'

اب انھوں نے اپنی لاٹھیوں اور رسیوں کو زمین پر پھینک دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے میدان سانپوں اور اژدھوں سے بھر گیا۔ جادو کے سبب لوگوں کو وہ سانپ اور اژدھے بھاگتے دوڑتے نظر آئے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اتنے سانپ اور اژدھوں کو دیکھا تو پریشان ہوگئے کہ کہیں یہ منظر دیکھ کر لوگ فتنے میں نہ مبتلا ہوجائیں۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی:

'کچھ خوف نہ کھا بے شک تُو ہی غالب رہے گا اور جو (لاٹھی) تیرے دائیں ہاتھ میں ہے، اسے ڈال دے۔ وہ نگل جائے گی اس کو جو کچھ

انھوں نے بنایا ہے۔ بس انھوں نے تو جادوگر کا فریب تراشا ہے اور جادوگر جہاں سے بھی آئے، کامیاب نہیں ہوتا۔'

اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہی سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینک دی۔ لاٹھی زمین پر گرتے ہی ایک خوفناک اژدھا بن گئی۔ یہ عظیم اژدھا، ان جادوگروں کی ڈالی ہوئی رسیوں

اور لاٹھیوں کی طرف بڑھا جو اس وقت سانپ اور اژدھے نظر آرہی تھیں۔ اس عظیم اژدھے نے نہایت تیزی سے ان کو نگلنا شروع کر دیا۔ لوگ یہ منظر حیرت زدہ ہوکر دیکھ رہے تھے اور تعجب کا اظہار کر رہے تھے۔ ادھر جادوگروں کا بھی مارے حیرت کے بُرا حال تھا۔ وہ تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے۔ جادوگر یہ سب کچھ دیکھ کر فوراً جان گئے کہ سیدنا موسیٰ اور ان کے بھائی سیدنا ہارون علیہما السلام جادوگر نہیں ہیں اور نہ یہ کوئی

خواب اور خیال کی بات ہے۔ جادوگر جانتے تھے کہ ان کی لاٹھیاں اور رسیاں صرف لوگوں کو سانپ محسوس ہو رہی ہیں ۔ جب کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا عصا واقعتاً سانپ بن چکا تھا۔ یہی جادو اور معجزے میں فرق ہے۔ اس لیے وہ جادوگر جان گئے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام واقعی اللہ کی طرف سے نبی ہیں۔ وہ فوراً ہی اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی تمام سانپوں اور اژدھوں کو نگل چکی تھی۔ اس نظارے کو دیکھ کر فرعون کو زبردست دھچکا لگا۔ جادوگروں کے ایمان لے آنے پر تو گویا اس کے سینے پر گھونسا لگا۔ وہ حواس باختہ ہو گیا، حد درجے پریشان ہو گیا اور مارے غصے کے آپے سے باہر ہو گیا۔''

''پھر، پھر کیا ہوا امی جان؟'' دونوں بچے بے چینی کے عالم میں بولے۔

''پھر کیا ہوا؟ یہ کل بتاؤں گی...... رات زیادہ ہو گئی ہے۔''

مجبوراً انھیں سونے کے لیے اُٹھنا پڑا۔

اس کے بعد کیا ہوا؟

جاننے کے لیے پڑھیے اسی کہانی کا اگلا حصہ ''عبرت کا نشان''

جادُوگروں سے مُقابلہ

ہدایت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے

اُس کی توفیق ہی سے عطا ہوتی ہے

کچھ لوگ جن کے مزاج میں انکار کی شدت ہو

سرکشی اور بغاوت ہو

وہ ہدایت کو قبول کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں

سو سو حیلے بہانے تراشتے ہیں

گواہی، ثبوت اور معجزے طلب کرتے ہیں

اگر اپنی آنکھوں سے معجزے دیکھ بھی لیں

تب بھی گمراہی کی پٹی اُن کی آنکھوں پر بندھی رہتی ہے

اُن کی انا، اُن کو ہدایت سے دور جانے اور

گمراہی کی ڈگر پہ چلتے رہنے پر مجبور کر دیتی ہے

یہ کہانی ایسے ہی لوگوں کی ہے جو کھلی آنکھوں

سے معجزے دیکھ کر بھی حق کو جھٹلاتے رہے

ہار کر بھی، جیت کے خواب دیکھتے رہے